شرعی قانون میں شریک جرم کی سزا کا علمی و تحقیقی جائزہ

Overview of the Punishment of Crime Facilitator - An Islamic Perspective

ڈاکٹر محمد ناصر*

ڈاکٹر حافظ ظفر حسین**

ABSTRACT

Crime is fatal and dangerous for any society, especially those Crimes which are transitory and jointly committed. Therefore, to develop and maintain a peaceful and model society and to stop crimes, Islam stresses and gives great importance to self-purity (personal reformation) and to the duty to enjoin the people to do good and to prevent them from doing bad. The given article critically discusses the punishment of that crime, which is the outcome of joint efforts, in order to determine the real culprit and the supporter (facilitator) in the light of Islamic Jurisprudence. Basically (mainly) it discusses clause 109 of the govt Act, having the title: Similar punishment for the culprit and facilitator. So, an attempt has been made to prove with arrangements that punishment for both is not similar as per Islamic Jurisprudence.

Keywords: *Fiqh; Islamic Jurisprudence; Crime Facilitator; Punishment.*

شریعت میں جو چیز قبیح ہو یا جس کی سزا بیان کی گی ہو جرم کہلاتا ہے۔ جرائم کی تین قسمیں ہیں:

1-حدود: ان سے مراد وہ جرائم ہیں جن کی سزا اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کی گئی ہو اور کسی بھی حالت میں ساقط نہ ہوتی ہو۔ **2- قصاص ودیت:** سے مراد وہ جرائم ہیں جن سے قصاص یا دیت لازم ہوتی ہو اور بندے کا حق متعلق ہونے کی بنا پر اس میں معافی ممکن ہو۔ **3- تعزیر:** اس سے مراد وہ جرائم ہیں جن کی سزا قاضی کی صوابدید پر موقوف ہو۔

یہ جرائم کبھی فرد واحد کے واسطے سے وجود پاتے ہیں اور کبھی چند افراد مل کر ان کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب چند افراد مل کر کوئی جرم کرتے ہیں یہ افراد شریک جرم کہلاتے ہیں۔

اب اگر انسان اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائے تو یہ جرم تام کہلاتا ہے اور اگر کامیاب نہ ہو تو جرم ناقص کہلاتا

* لیکچرر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج، پشاور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج، پشاور

ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص اجنبی عورت کے پاس بیٹھا اور بوس و کنار کیا تو ایسے شخص کو تعزیر کی سزا دی جائے گی کیونکہ یہ جرم غیر تام ہے، اور اگر اس نے زنا کیا تو اب یہ حد کا مستحق ہو گا۔ اور یہ جرم تام کہلائے گا جرائم میں تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ مجرم کو جرم کے ارتکاب کے لیے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے:

1- جرم کے متعلق سوچنا۔ 2- اس کا عزم کرنا۔ 3- وسائل مہیا کرنا۔

پہلا مرحلہ تو مطلقا قابل مواخذہ نہیں کیونکہ انسان کی دلی کیفیت اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔ دوسرا مرحلہ اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں جب تک اس کی تائید قرائن سے نہ ہو جائے۔ کیونکہ اسباب تو فقط شک کا فائدہ دیتے ہیں اور شک کی بناء پر یقین کو نہیں چھوڑا جا سکتا جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ "اليقين لا يزول بالشك"۔[1] جبکہ تیسرا مرحلہ تنفیذ کا مرحلہ کہلاتا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد انسان مجرم ٹھہرتا ہے اور شریعت میں جزاء و سزا کا دارومدار اسی پر ہے۔ جرم کے ارتکاب میں بنیادی کردار ادا کرنے والے لوگ اصل کہلاتے ہیں۔ جبکہ وہ افراد جو معاون و مددگار ہوتے ہیں، شریک کہلاتے ہیں چنانچہ صاحب الموسوعة الجنائية یہی فرق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "الفاعل الأصلي هو الذي يقارف الاعمال المادية المكونة للجريمة والذي لا يأتى شيئا من الافعال الداخلة فى تنفيذ الجريمة ولكنه يشترك فيها بصفة تبعية"[2]
>
> حقیقی فاعل وہ ہے جو ان مادی اعمال کو سرانجام دے کر جرم کی تشکیل کا سبب بنتا ہے۔ اور وہ شخص جو جرم کے رونما ہونے میں جن اَفعال کا دخل ہے، وہ تو نہ کرے لیکن جرم کے وجود میں معاون ہو (تو یہ شخص شریکِ جرم ہے)۔

جرم میں شریک ہونے کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

ا- اتفاق

یعنی چند افراد مل کر جو جرم کر رہے ہیں ان کا جرم پر متفق ہونا ضروری ہے یہ اتفاق عام ہے کہ جرم سے پہلے ہو یا عین جرم کے وقت اور اگر جرم بغیر اتفاق کے ہو تو یہ جرم میں شرکت نہیں ہو گی بلکہ ہر ایک کے حق میں الگ الگ جرم تصور کیا جائے گا۔

۲- جرم کا صادر ہونا

یعنی جو افراد جرم پر متفق ہوئے ہیں ان سے وہ جرم صادر بھی ہو اگر اسباب تیار ہوں اور جرم صادر نہ ہو تو سزا دینا درست نہیں ہو گی البتہ تعزیر دی جائے گی۔ جرم میں حصہ لینے کی دو صورتیں ہیں:

مجرم جرم کی تیاری کا سبب ہو تو یہ اشتراکِ اصلی، شریک مباشر[3] یا اشتراک عامہ کہلاتا ہے اس اشتراکِ میں دو چیزوں کا

ہو ضروری ہے:

ا-جنایات متعدد ہوں۔ ب-سرزد ہونے والا جرم ممنوع اور قابلِ سزا ہو۔

اور اگر مجرم مددگار یا سہولت کار ہو تو یہ اشتراکِ تبعی یا اشتراکِ سبب کہلاتا ہے۔ اس کی بھی تین شرطیں ہیں:

ا-شرکاء میں جرم پر اتفاق پایا جاتا ہو۔ ب-وہ جرم قابلِ سزا ہو۔

ج-اور شرکاء اس جرم کے کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہوں۔

جرم میں شرکت کے طریقے

کسی بھی جرم میں شریک ہونے کے درجہ ذیل طریقے ہو سکتے ہیں:

1۔ اُبھارنا (تحریض)

اشتراک کا پہلا طریقہ ابھارنا، برانگیختہ کرنا یہ تحریض کہلاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

ا-تحریض فردی (خصوصی): اس میں متعین شخص کے ذریعے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ب-تحریض عمومی: اس قسم میں ایک جماعت سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

البتہ مذکورہ دونوں قسموں میں جرم کا ہونا ضروری ہے۔

2۔ جرم پر متفق ہونا

یعنی شرکاء میں جرم کرنے پر اتفاق پایا جاتا ہو اور اس میں بھی جرم کا صادر ہونا ضروری ہے۔

3۔ جرم کے اسباب کی تیاری میں مدد کرنا

جرم کی تیاری میں مدد دو طرح سے ہو سکتی ہے:

ا-جرم سے پہلے مدد کرنا: مثلاً مخبری یا راستہ روکنے کے ذریعہ متوقع جرم کو یقینی بنانا۔

ب-جرم کے بعد مدد کرنا: جیسے مجرموں کو بھاگنے کا محفوظ راستہ دینا، ان کی حفاظت کا بندوبست کرنا یا وہ آلات جن کے ذریعہ جرم کیا گیا ہے انہیں سنبھالنا وغیرہ، یہ تمام کام اشتراک میں داخل ہیں۔

قانون شرعی میں شریک اصلی (مجرم) کے احکامات سے تو سیر حاصل بحث کی گئی ہے لیکن اشتراکِ تبعی (معاون) کے احکامات کو تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا جس کی دو وجوہات ہیں:

پہلی تو یہ کہ فقہاء نے زیادہ تر توجہ ان جرائم کی سزاؤں کی تحقیق پر صرف کی ہے جو اللہ رب العزت کی طرف سے مقرر کردہ ہیں یعنی حدود وغیرہ، جس میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی وہ جرائم جو تعزیر سے متعلقہ ہوں یا مرورِ زمانہ کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہوں ایسے غیر متعین جرائم کے لیے سزا بھی متعین نہیں کی گئی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جرم کی نسبت تو مجرم کی طرف ہوتی ہے تو سزا بھی اسے ہی ملنی چاہیئے سبب کی طرف جرم کی نسبت نہیں کی جاتی اس لیے اس کی متعین سزا بھی بیان نہیں کی گئی بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تعزیر ہو گی۔[4]

جرم میں شریک معاون کی سزا

ا۔ شریک معاون کی سزا مجرم کی سزا طرح ہے، اسلئے کہ وہ جرم میں شریک ہے۔ اہل صنعاء کے چند لوگوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اور بات حضرت عمرؓ تک پہنچی تو آپؓ نے ان کے بارے میں ایک تحریری حکم نامہ جاری کیا کہ اگر صنعاء والے تمام کے تمام ایک آدمی کے قتل میں شریک ہو جائیں تو میں سب کو قتل کر دوں گا۔[5]

دار قطنی کے علاوہ یہ حدیث سنن صغیر بیہقی میں 2963 نمبر پر اور مصنف ابن ابی شیبہ میں 27695 نمبر پر بواسطہ ابن عمرؓ منقول ہے۔

۲۔ اسی طرح حضرت علیؓ کے واسطے سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک قتل کے بدلے تین آدمیوں کے قتل کا حکم دیا۔ صاحب معرفۃ السنن نے بواسطہ سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ "قتل ثلاثة نفرٍ برجلٍ"۔[6] صاحب شرح المہذب ابن عباسؓ سے اسی طرح کا ایک قول ذکر کرنے کے بعد اسے اجماعی حکم قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: انه قتل جماعة بواحدٍ ولم يعرف لهم في عصرهم مخالف فكان اجماعاً۔[7]

قواعد فقہیہ بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ شریک معاون ضامن ہو گا۔ علامہ آفندی فرماتے ہیں: المباشر ضامن وان لم يتعمد۔[8]

اصولیین کی آراء

سابقہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ فقہاء نے شریک جرم کو مباشر اور معاون کو مسبب کی اصطلاح سے موسوم کر کے دونوں کے احکامات میں انتہائی دقیق بحث کی ہے کہ جرم کی نسبت کس کی طرف کی جائے گی۔ سب سے تفصیلی بحث علامہ قرافی نے الذخیرہ میں اور الوسیط فی المذہب میں کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ا۔ سبب مباشرت پر غالب ہو تو مسبب ذمہ دار ہو گا۔

۲۔ مباشرت سبب پر غالب ہو یا

۳۔ دونوں مساوی ہوں[9]۔ تو دوسری اور تیسری صورت میں حکم کی نسبت مباشر کیطرف ہو گی:

فقہی قواعد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجرم اور اور معاون کے درمیان جرم میں شراکت پائی جائے تو حکم کی نسبت ہمیشہ مجرم کی طرف ہو گی۔ علامہ زرکشی فرماتے ہیں: اذا اجتمع السبب والمباشرة والغرر قدمت المباشرة[10]۔ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: اذا اجتمع السبب والمسبب اضيف الحكم الى المباشر[11]۔ علامہ زرقاء مثال سے اس کی

وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر کسی نے چور کی راہنمائی کی یا قاتل کو مقتول کا پتہ بتایا یا چور نے چوری کی اور قاتل نے قتل کیا تو حکم کی نسبت قاتل اور چور کی طرف کی جائے گی، کیونکہ وہ جرم انہوں نے کیا خبر دینے والے کی طرف حکم نسبت نہیں ہو گی کیونکہ وہ سبب ہے[12]۔ اسی طرح علامہ زحیلی مثال سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: إذا تعاون شخص مع ظالم ودلّه على آخر فقتله، أو حسّن له ظلم رجل، فالضمان على المباشر دون المتسبب المتعاون[13]۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب مسبب کا ارادہ اس میں شامل نہ ہو، علامہ آفندی فرماتے ہیں: المسبب لا يضمن الا بالتعمد[14]۔ علامہ ماوردی نے بھی ترجیح اسی کو دی ہے کہ حکم کی نسبت اس کے کرنے والے کی طرف ہو گی، مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چند افراد مل کر ایک شخص پر حملہ آور ہوئے: فإن كان بعضهم ذابحًا وبعضهم جارحًا أو موجئًا، فالقود في النفس على الذابح والموجئ، والجارح مأخوذ بحكم الجراحة دون النفس[15]۔ اور یہی رائے فقہ حنبلی میں بھی ذکر کی گئی ہے[16]۔ لیکن یہ سزا یعنی ایک فرد کے بدلے گروہ کو قتل کرنا شرعی نہیں، تعزیری ہے، چنانچہ امام الحرمین علامہ جوینی مجرم اور معاون پر طویل بحث کے بعد خلاصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولو لم نقتل الجماعة بالواحد، لم نمنع الجناةَ التعاونَ على الجناية، ويصير ذلك ذريعةً عامة ممكنةً مُفضيةً إلى الهرْج[17]۔

ہندوستان کے نامور محقق جناب خالد سیف اللہ رحمانی اسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: امن و امان اور حفاظت جان کے پیش نظر جناب حضرت علیؓ کی رائے کے مطابق ایک شخص کے قتل میں اگر جماعت شریک ہو تو تمام شرکاء کے قتل کرنے پر اتفاق ہوا۔[18]

فقہاء کی آراء

فقہاء بھی اس پر متفق ہیں کہ معاون اور مجرم دونوں کی سزا جداگانہ ہے۔ علامہ دسوقی مالکی بھی اس عنوان پر طویل بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو زہر آلود کھانا پیش کرے اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس میں زہر ہے اور کھانے والا مر جائے تو حکم کی نسبت زہر ڈالنے والے پر ہو گی۔ کیونکہ وہ مباشر ہے اور پیش کرنے والا بری ہو گا، کیونکہ وہ مسبب ہے[19]۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی نے کسی کو پہاڑ سے دھکا دیا، دوسرے نے اسے تلوار سے قتل کیا تو جرم کی نسبت قتل کرنے والے کی طرف ہو گی، کیونکہ وہ مباشر ہے[20]۔ اگر ایک نے رگوں کو کاٹا اور دوسرے نے گردن کاٹی تو حکم کی نسبت پہلے کی طرف ہو گی[21]۔ فقہ حنفی میں معاون کی سزا بھی مجرم کی سزا سے جدا ہے۔ صاحب بدائع الصنائع مباشر اور سبب کے اصول پر مختلف تفریعات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لان هذه الاحكام يتعلق بتوليها مباشرة القتل لا بالسبب[22]۔ یہی رائے علامہ سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء[23] اور ابن ہمامؒ نے فتح القدیر[24]

میں ذکر کی ہے۔

معاون کی سزا

مجرم اور معاون کی سزا میں یکسانیت نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اسے چھوٹ دیکر معاشرے میں مزید افراتفری کی گنجائش پیدا کی جائے، اس لئے فقہاء نے صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جرائم کے سدباب کے لیے ایسے شخص کو سخت سے سخت سزا دی جائے، اور اسے قید کیا جائے۔ علامہ غرناطوی فرماتے ہیں: وان کان یریٰ أنه لا یقتله قتل القاتل فقط وعوقب الممسك اشد عقوبة وسجن سنة [25]۔ علامہ ابن رشد اسی بحث کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: القتل علی المباشر دون الامر و یعاقب الأمر [26]۔

خلاصہ بحث

۱- جرم میں حصہ لینے والے کی وہی سزا ہے جو اصل مجرم کی ہے یعنی سزا میں یکسانیت ہے

۲- معاون کی سزا متعین کرنے کے لیۓ معاون کی تمام صورتوں مد نظر رکھنا ضروری ہے

۳- اگر کہیں مجرم اور معاون کی سزا میں یکسانیت ہے بھی تو اس کا تعلق انتظامی امور کے ساتھ ہے نا کہ شریعت کے ساتھ البتہ معاون کو تعزیری سزا دیجائے گی۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] الشیخ، زین العابدین، الاشباہ والنظائر، دار لکتب العلمیہ بیروت، طبع اولیٰ 1999ء، ج 1 / 47

[2] جندی، عبد المالک، الموسوعۃ الجنائیۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، طبع 1976ء، ج 1 / 737

[3] أیضاً

[4] عودہ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی، (الاشتراک فی الجزیہ)، موسستہ الرسالۃ، ط ج 1 / 371-357

[5] الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر البغدادی، ج 4، ص: 279، رقم الحدیث: 3464، طبعہ اولیٰ، 2004، موسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان

[6] معرفۃ السنن والاثار، ابو بکر البیہقی، احمد بن الحسن، رقم الحدیث: 15812، دار قتیبہ، دمشق، بیروت، طبعہ اولیٰ، 1991

[7]، القرافی، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس المالکی، الذخیرج 12، ص: 133، ، دار الغرب اسلامی، طبعہ اولیٰ، 1994

[8] آفندی علی حیدر خواجہ امین، درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام، ج 1، ص: 94، ناشر دار الجیل، ط 1991

[9] النووی ابوزکریا محی الدین یحی بن شرف المجموع شرح المہذب ج 8، ص 380، باب مایحب القصاص فی الجنایات دار لفکر بیروت

[10] زرکشی ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر، القواعد الفقہیہ، ج 1، ص: 136، وزارت اوقاف الکویتیہ، طبعہ ثانیہ، 1980

[11] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، ج 1، ص 35، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999

[12] احمد الزرقاء، شرح قواعد فقہیہ،، ج1، ص:448، دار القلم دمشق، سوریا، 1989

[13] الزحیلی، محمد مصطفیٰ، القواعد الفقہیہ و تطبیقات مافی المذاہب الاربعہ، ج1، ص:482، دار الفکر، دمشق، طبعہ اولیٰ، 2006

[14] درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام، ج1، ص:93

[15] الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ للماوردی، ص:340، دار الحدیث القاہرہ

[16] ابو الفرج، عبد الرحمن بن محمد بن احمد، الشرح الکبیر علی متن المقنع، ج9ص336 دار الکتاب العربی، نامعلوم

[17] الجوینی، ابو المعانی عبد الملک بن عبد اللہ، نہایۃ المطلب و درایۃ المذہب، ج16، ص:33، دار المنہاج، طبعہ اولیٰ، 2007م

[18] رحمانی خالد سیف اللہ، فقہ اسلامی تدوین و تعارف، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، سہارنپور، طبعہ اولیٰ، 2008

[19] الدسوقی، محمد بن احمد المالکی، الشرح الکبیر للشیخ الدردیر، وحاشیہ الدسوقی، ج4، ص244، دار الفکر، نامعلوم

[20] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد الطوسی، الوسیط فی المذہب، ج6، ص262، دار السلام القاہرہ، طبعہ اولیٰ، 1417ھ

[21] الشرح الکبیر علی متن المقنع، ج9، ص338

[22] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج7، ص280، دار الکتب العلمیہ، طبعہ ثانیہ، 1986

[23] سمرقندی، محمد بن احمد بن ابی احمد، تحفۃ الفقہاء، ج3، ص104، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ ثانیہ، 1994

[24] ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، ج1، ص336، دار الفکر، بیروت، نامعلوم

[25] العبدری الغرناطی، محمد بن یوسف بن أبی القاسم المالکی، التاج الاکلیل المختصر خلیل، ج8، ص306، طبعہ اولیٰ، 1994

[26] ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ج4، ص178 دار الحدیث القاہرۃ نامعلوم